گرامی نامے

● ’ایوانِ اردو‘ مئی کا شمارہ حسبِ سابق معیاری مشمولات سے مملو موصول ہوا۔اس کا سرورق گرمی کی اس از حد تمازت میں سکون و روح افزا ٹھنڈے طوطیا ہرے رنگ میں دیدہ زیب و دلکش ہے۔

اس شمارے میں افسانوی حصہ توانا و تشفی بخش گردانا جائے گا۔ جناب نورشاہ کا یہ نیا افسانہ ’کال بیل‘ بھی ہمیشہ کی طرح سے اس بلند پایہ افسانہ نگار کے دیگر افسانوں کی مانند مختصر ہونے کے باوصف ’کوزے میں سمندر مقید کرنے‘ کے ضرب المثل کے مصداق ہے اور اس صنف میں افسانہ نگار کا یدِ طولیٰ ٹھہراتا ہے۔اس کے تحت مرد ذات کے لاشعوری تہہ خانوں میں نہفتہ ’سیکس‘ کے ناقابلِ دفاع انسانی دائم جذبے کی جانب بھی ہلکا سا کنایہ کر دیا گیا ہے۔فقط دوسرے کالم میں اشاعت کے راکشس (Devil Printer's) کی ہی بدولت صحیح لفظ ’مرغولوں‘ کو ’مرگولوں‘ کی غلط صورت میں درج کر دیا گیا ہے۔

انیؔس مرزا کے افسانے ’مداوا‘ میں اہلیہ جمیلہ اور اس کی دختر نائلہ سے خفا بالترتیب اس کے خاوند اور والد حامد کی بازگشت ہونے میں اگرچہ قدرے تاخیر تو ضرور ہوتی ہے، تاہم باہمی ابعاد کا مطلوبہ دفاع یا بموجب عنوان ’مداوا‘ دختر نائلہ کے ہی از خود ہتھیار ڈال دینے پر ہی ممکن ہو پاتا ہے۔تمام تر مکالمے ڈرامائی انداز میں پُر اثر ہیں۔فقط صفحے ۴۵ پر اول کالم میں ’مجھے کیوں‘ الفاظ کے بعد ’دی‘ لفظ مفقود ہے۔

ایم رحمٰن کا افسانہ ’وہ لڑکی‘ تیسرے شخص کی ہیئت میں مزید ’فنتاسی‘ کے جدید اسلوب میں تحریر کیا گیا ایک نفسیاتی افسانہ ہے۔اس میں ایک سانولی، لیکن نہایت خوبصورت لڑکی کے ہی توسط سے فی زمانِنا ملنے والے بیشتر بے حِس لوگوں کے ساتھ نبرد آزمائی کرنے والی عورتوں کے تحفظ کی راہ میں پیش آنے والی متعدد صعوبتوں کی بخوبی نمائندگی قابلِ دید و داد ہے۔

ڈاکٹر عشرت بیتاب کا افسانہ ’پچاس دن‘ سماجی و سیاسی سروکاروں کی جو عکاسی کرتا ہے، وہ بھی لائق صد ستائش ہے۔اس میں دادا رام بابو ’نوٹ بندی‘ کے قدم کے ہی موجب اپنے پوتے کی شادی سے قبل بینک سے اپنی مطلوبہ رقم نکال نہ پانے کے موجب دم توڑ دیتا ہے۔اسی طرح کے لاتعداد واقعات ہوتے رہے ہیں اور اس طرح یہ افسانہ عصرِ حاضر کو منعکس کرنے میں کامیاب رہا ہے۔

محترمہ نسیم بانو کے تنقیدی احسن مضمون میں اپنے ملک میں تحریکِ نسواں کی بابت درج شدہ معلوماتی، جن متعدد امور و حقائق کو عرق ریزی سے پیش کیا گیا ہے، اُن سے ریسرچ اسکالر، اساتذہ وغیرہ کاملاً استفادہ کریں گے، ایسی امید ہے۔

ڈاکٹر کرِشن بھاؤک، پٹیالہ (پنجاب)

● مشہور و معروف افسانہ نگار جناب نورشاہ کی کہانی ’کال بیل‘ جو ایک مختصر کہانی تو ہے، مگر پڑھتے پڑھتے اور مختصر ہو جاتی ہے اور اختتام پر تو مختصر ترین اتنی کہ اس کا بس اختتامیہ جملہ یعنی ’’میری اپنی کہانی شاید رات کے سناٹوں میں بکھر بکھر کر گُم ہو چکی تھی، لیکن میں کال بیل بجنے کی آرزو میں رات بھر جاگتا رہا۔ کہانی ’میں‘ سے شروع ہوتی ہے یعنی کہانی کے ہیرو خود نورشاہ ہیں۔ایک معتبر افسانہ نگار یا کوئی افسانہ نگار ہوس کی بھٹّی میں یوں رات بھر جلے تو نئی نسل اس کہانی سے کیا درس لے گی؟

کہانی ’پچاس دن‘ حالاتِ حاضرہ کے نتائج پر ایک معقول تجزیہ ہے۔ چند ایسی باتیں جنھیں کہنے سے لوگ خوف کھاتے ہیں، افسانہ نگار نے انہی باتوں پر پلاٹ تشکیل کر کے بڑے دلیرانہ انداز میں کہانی تخلیق کی ہے۔ کہانی دل کو چھو گئی، واقعی! ڈاکٹر عشرت بیتاب مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر زرتاج ہاشمی کی غزل کے مطلعے کے مصرع ثانی میں زبان کا غلط استعمال ہے۔ ’دریا پار کیا‘ ’سڑک پار کی‘ تو سنا ہے، لیکن ’سفر–پار کیا‘ کبھی نہیں سنا۔ ’سفر مکمل کیا‘ ’سفر طے کیا‘ سفر پورا کیا، مستعمل ہے۔

شاعری میں کئی اشعار میں تصحیح ضروری تھی۔غزل کا حصّہ خصوصی توجہ چاہتا ہے۔

سیف الرحمٰن عبّاد، غازی پور (یوپی)

● ’ایوانِ اردو‘ کی خاص بات یہ ہے کہ ہر ماہ کا رسالہ پابندی سے مل جاتا ہے۔اپریل کا شمارہ پیش نظر ہے۔سرورق بہت اچھا ہے شاید یہ منظر جنت نشاں کشمیر کا ہے۔تمام نثری اور شعری مواد دلچسپ اور معیاری ہے۔ علامہ اقبال کی نظم ’’شکوہ‘‘ پر ڈاکٹر شمیم احمد کا مضمون بہت اچھا ہے۔زبیر رضوی پر مضمون بھی پسند آیا۔قمر قدیر ارم کا افسانہ کچھ عجیب سا لگا یا میں سمجھ نہیں پایا۔اشتیاق سعید کا افسانہ ’’اِستّھی سامانیہ ہے‘‘ شمارے کا حاصل ہے۔میڈیا پر بھی زبردست وار کیا گیا ہے۔دیکھئے یہ کمزوری ہم سب کو کہاں تک لے جاتی ہے اور میڈیا کے لوگ کب تک عذاب کو ثواب لکھتے

رہیں گے۔نظموں اورغزلوں میں فردوس گیاوی کی غزل پسند آئی اس کے کئی اشعار متاثر کرتے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح اداریہ فکر انگیز ہے۔خبر نامہ کے تحت اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام ''جشن وراثت'' کی تفصیلی رپورٹ پڑھ کر بہت اچھا لگا۔

صادق علی انصاری، شیخ سرائے، سیتاپور، یوپی

● 'ایوانِ اردو' کا دستاویزی سرسید نمبر ایک کارنامہ ہے۔ بہت پہلے مولانا ابوالکلام آزاد نمبر نکلا تھا جس میں وہ تیس صفحات بھی شامل کیے گئے تھے جو مولانا کی وصیت کے مطابق تیس برس بعد منظر عام پر لائے گئے تھے۔ وہ نمبر اتنا مقبول ہوا کہ اسے دوبارہ شائع کرنا پڑا تھا۔ یہ سرسید نمبر بھی اسی نوعیت کا بھرپور شمارہ ہے۔ یہ نمبر ایسا نہیں کہ رواروی میں پڑھا جائے یہ تو حوالے کے کام آئے گا— پروفیسر عراق رضا زیدی نے حالی کے فارسی مرثیے کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ ان کا مضمون خوب ہے۔

ڈاکٹر خالد علوی کا مضمون ''سرسید نظریات و تضادات'' چونکانے والا ہے۔ کچھ ایسے بھی عناصر کسی تحریک میں درآتے ہیں جو تحریک کی بدنامی کا سبب بن جاتے ہیں۔ ڈاکٹر یحییٰ نشیط نے خطباتِ احمدیہ پر بڑا جامع اور معلوماتی مضمون لکھا ہے۔ سہیل انجم نے اپنے مذاق کے مطابق سرسید کی صحافت پر نظر ڈالی ہے۔ ڈاکٹر راحت ابرار نے بھی یہی موضوع اختیار کیا ہے۔ ڈاکٹر عمیر منظر نے سرسید اور شبلی کے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ ہر مضمون محنت سے لکھا گیا ہے۔

ڈاکٹر رؤف خیر، گولکنڈہ، حیدرآباد

● 'ایوانِ اردو' کا کرشمائی نمبر یعنی سرسید پر خصوصی شمارہ کے لیے میں آپ حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ سرسید پر حاصل اس دستاویز کو ہر طرح سے محفوظ کرنے کی کوشش میں ہوں۔ بہت سی نئی معلومات بھی سرسید کے بارے میں آپ نے اتنے کم صفحے میں جمع کردی ہیں کہ جیسے سمندر کو کوزے میں۔

کچھ رسالوں کے ساتھ ساتھ 'ایوانِ اردو' کے معیار اور پابندیٔ وقت کا قائل ہوں۔ ہر ورق پر آپ کی محنت جیتی جاگتی نظر آتی ہے۔ دُعا گو ہوں کہ اللہ آپ لوگوں کے ساتھ ساتھ اس رسالے کو بھی ہر طرح سے سلامت رکھے۔ آمین

مصداق اعظمی، اعظم گڑھ

● 'ایوانِ اردو' میرے مطالعہ میں برابر آتا ہے۔ اس کا شمار اردو کے اہم اور معیاری جرائد میں ہوتا ہے۔ پروفیسر شہپر رسول کی ادبی شخصیت سے میں عرصے سے واقف ہوں۔ شاعری، تنقید وتحقیق کے میدان میں ان کی کاوشوں سے اردو قارئین واقف ہیں۔ آپ 'ایوانِ اردو' کے نگراں کی حیثیت سے بھی قارئین کی توجہ مقبول کر رہے ہیں۔ اُمید ہے 'ایوان اردو' میں مزید نکھار آئے گا۔

وارث انصاری، فتح پور (یوپی)

● اکادمی کی نئی گورننگ کونسل کی تشکیل ہوئی ہے۔ اُمید ہے پروفیسر شہپر رسول کی رہنمائی میں اکادمی مزید فعال و سرگرم ہوگی۔ پروفیسر صاحب اور تمام اراکین کو مبارکباد۔ اللہ آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد زاہد، کولکاتہ (ویسٹ بنگال)

● اپریل ۲۰۱۸ء کے 'ایوانِ اردو' میں مسماۃ صباعنبریں کے مضمون کا پہلا جملہ پڑھ کر جی کھٹا ہوا۔ تاہم البیلے استاد عتیق اللہ کا جوگندر پال سے متعلق مضمون خاصے کی چیز ہے، ڈاکٹر شمیم احمد، اقبال کے ماہر ہیں، ذرا زیادہ Critical ہو جائیں تو بڑا نام بن سکتے ہیں۔ ڈاکٹر معین الدین شاہین کا خداداد خاں مونس پر سیر حاصل مضمون دیکھ کر طبیعت خوش ہوئی، زبیر رضوی ہمہ جہت ذہانت کے مالک تھے، اُن پر اور فکر تونسوی کے فن پر تفصیلی مضامین اور سمیناروں کی ضرورت ہے۔

اردو اکادمی، دہلی میں پروفیسر شہپر رسول کی شمولیت نے تازگی و توانائی کا مشاہدہ ہو رہا ہے، خاص طور پر سرسید نمبر، سرسید سمینار اور جشنِ وراثت نے اکادمی میں نئی روح پھونک دی ہے:

تماشا دکھا کر مداری گیا

سرسید پر خصوصی شمارہ شائع کرکے آپ نے ایک کارنامہ انجام دیا ہے۔ بالخصوص پروفیسر اصغر عباس، پروفیسر افتخار عالم خاں، پروفیسر عبدالحق، پروفیسر علی احمد فاطمی اور پروفیسر صغیر افراہیم کے مضامین شمارے کی جان ہیں، راقم نے سرسید کی ذاتی محرومیوں پر کسی قدر لکھا ہے، لیکن یہ گوشہ زیادہ تر مداحی کی بنا پر نظر انداز ہوگیا۔ آپ سے درخواست ہے کہ ان مضامین میں ایڈیٹنگ کرکے کتابی شکل میں شائع کریں اور یونیورسٹی کی تعمیری جمالیات، کالج سے یونیورسٹی بننے کے سفر، سید محمود، محسن الملک، وقار الملک، راس مسعود اور پرنسپل بک پر مزید مضامین شامل کریں۔

خالد اشرف، دہلی